علامہ عبد الماجد بدایونی کی دینی وملی خدمات

Religious and National Services of Allama Abdul Majid Badayuni

☆مظہر حسین بھدرو
پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور
☆☆محمد عابد ندیم
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

Abstract:

Allama Abdul Majid Badayuni (1884-1931) is a great scholar, speaker, and Politician. You participated heavily in religious, national, domestic and political activities. The most important and notable among them are the Majlis-e-Khudaam Kaba (1912), Khilafat committee (1919), Jamiat-ul-Ulamaa (1919), The Movement of Abandon Property (1920), Tehreek-e-Tabligh (1922), Tehreek-e-Tanzeem (1924) and Muslim Conference (1929).You were the right hand to the Ali Brother's and had an important role in the politics of the subcontinent. You devoted all your abilities to your nation and religion. National and revolutionary life and religious and national struggle of Allama Abdul Majid Badayuni can be ascertained from several designations he held from time to time. In order to understand his leadership abilities and services, the outline of his designations is given below.

- ❖ Superintendent of Madrassah Shams-ul-Uloom Badayun
- ❖ Editor of monthly Shams-ul-Uloom Badayun
- ❖ Administrator Jamiat-ul-Ulamaa Hind United Province
- ❖ Member of Central Khilafat Committee
- ❖ President of Khilafat committee United Province
- ❖ President of Khilafat Research Commission
- ❖ Member of Khilafat for Hijaz delegation
- ❖ Member of Majlis-e-Aamla Muslim Conference
- ❖ Member of Majlis-e-Khudaam Kaba
- ❖ Member of Indian National Congress
- ❖ Member of Jammiat Tabligh Al-Islam Aagra and Awadh Province
- ❖ Founding member of Tehreek-e-Tanzeem

- ❖ Founding member of Jamait Ulema-e-Hind Kaanpur
- ❖ Founder and superintendent of Matbah Qaadri Badayun
- ❖ Founder and patron of Usmani Press Badayun
- ❖ Founder of Daar-ul-Tasneef Badayun

Your religious and national services are significant to date.

Keywords: Majlis-e-Khudaam Kaba, Khilafat Committee, Jamiat-ul-Ulamaa, Tehreek-e-Tabligh, Tehreek-e-Tanzeem, Muslim Conference, Ali Brother’s

خاندانی پس منظر:

خانوادہ عثمانیہ کے مورث اعلیٰ قاضی دانیال قطریؒ تھے جو ۵۹۹ھ / ۳-۱۲۰۲ء میں قطر سے ترک سکونت کر کے سلطان شمس الدین التمش کے لشکر کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے۔ ابتدا میں لاہور میں سکونت پذیر ہوئے، پھر سلطان کے مسلسل اصرار پر بدایوں تشریف لائے حکومت کی جانب سے عہدہ قضاء تفویض کیا گیا۔ قاضی دانیال قطریؒ خواجہ عثمان ہرونیؒ کے مرید وخلیفہ اور خواجہ معین الدین اجمیریؒ کے برادر طریقت تھے۔ قاضی دانیال قطریؒ کے خاندان میں علماء، فضلاء، اہل اللہ، ادباء اور قومی سطح کے قائد پیدا ہوتے رہے ہیں جن میں مولانا عبدالمجید بدایونی (۱۲۶۳ھ)، مولانا فضل رسول بدایونی (۱۲۸۹ھ)، مجاہد آزادی مولانا فیض احمد بدایونی (مفقود: ۱۲۷۴ھ)، مولانا عبدالقادر بدایونی (۱۳۱۹ھ)، مولانا عبدالمقتدر قادری (۱۳۳۴ھ)، مولانا عبدالماجد بدایونی (۱۳۵۰ھ)، مولانا عبدالقدیر قادری (۱۳۷۹ھ) مفتی اعظم حیدر آباد دکن، مولانا عبدالماجد بدایونی (۱۳۹۰ھ) سر فہرست ہیں۔[1]

سلسلہ نسب:

علامہ عبدالماجد بدایونی خانوادہ عثمانیہ بدایوں کے چشم وچراغ تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب سینتیس واسطوں سے خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے جد امجد علامہ فضل رسول بدایونی تک آپ کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے۔

علامہ عبدالماجد بدایونی بن حکیم عبدالقیوم شہید قادری بن مولوی مرید جیلانی بن مولانا محمد محی الدین قادی بن علامہ فضل رسول بدایونی۔[2]

ولادت:

آپ کی ولادت ۴ شعبان ۱۳۰۴ھ / ۲۸ اپریل ۱۸۸۴ء کو مولوی محلہ بدایوں میں ہوئی۔[3]

بیعت وخلافت:

آپ کو بیعت و خلافت علامہ شاہ عبد المقتدر قادری بدایونی سے حاصل تھی۔ علامہ شاہ عبد المقتدر قادری کے پہلے مرید ہونے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے۔[4]

اساتذہ وشیوخ:

آپ نے جن اساتذہ و شیوخ سے استفادہ کیا ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

(1) علامہ عبد القادر بدایونی

(2) علامہ عبد المقتدر قادری

(3) مولانا عبد المجید قادری مقتدری

(4) مولانا مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی

علم طب (۱) حکیم غلام رضا خان (۲) حکیم عبد الرشید[5]

مدرسہ شمس العلوم (بدایوں):

مدرسہ شمس العلوم بدایوں کی بنیاد تو آپ کے والد حکیم عبد القیوم شہید قادری نے رکھی تھی۔ مگر اس کی تعمیر و ترقی کا سہرا علامہ عبد الماجد بدایونی کے سر جاتا ہے۔ آپ کی سرپرستی اور قیادت میں جلد ہی مدرسہ شمس العلوم بدایوں نے ملک کی دینی درسگاہوں میں ایک ممتاز مقام حاصل کر لیا۔ مدرسہ شمس العلوم بدایوں سے بہت سے حضرات فارغ التحصیل ہوئے۔ جن میں سے چند کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

(1) مفتی عزیز احمد قادری لاہور

(2) مولانا عبد الصمد مقتدری

(3) مولانا عبد الواحد عثمانی بدایونی

(4) مولوی سید حسن حیرت المعروف بہ علامہ حیرت بدایونی

(5) مولانا احمد یار خاں (اوجھیانی)

(6) خواجہ غلام نظام الدین بدایونی[6]

وصال:

آپ کا وصال ۳۰ شعبان ۱۳۵۰ھ / دسمبر ۱۹۳۱ء کو لکھنو میں ہوا۔ اور درگاہ قادری بدایوں میں مدفون ہوئے۔[7]

قومی وسیاسی خدمات:

علامہ عبدالماجد بدایونی نے اپنے زمانے میں تمام اہم قومی، ملی اور سیاسی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ جماعت علماء میں یہی ایک ہستی تھی جس کی زندگی کے ایک لمحہ کو بھی کسی وقت چین نصیب نہ ہوا۔ ہر وقت کام کی ایک دھن لگی ہوئی تھی۔ جس کے پیچھے ان کا آرام، اہل وعیال اور جان ومال ہر چیز قربان تھی۔ یہ مناظر بھی دیکھنے کو ملے ہیں کہ ان کے گھر میں کفن دفن کا معاملہ چل رہا ہے اور وہ مردہ قوم کی مسیحائی کے لئے کانپور و لکھنؤ کی تگ ودو میں مصروف ہیں۔[8]

علامہ عبدالماجد بدایونی ایک ہمہ جہت اور سیماب صفت شخصیت کے مالک قائد اور راہنما تھے۔ ہر وقت مسلکی، قومی یا ملی کام کی دھن میں لگے رہتے ہے۔ آپ نے اپنی تمام تر صلاحیتیں اپنی ملت اور دین کے لیے وقف کر رکھی تھیں۔ آپ کے اس قائدانہ کردار کا اعتراف کرتے ہوئے سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ

"خدام کعبہ طرابلس، بلقان، کانپور، خلافت، کانگریس، تبلیغ، مسلم کانفرنس، یہ تمام وہ مجالس ہیں جو ان کے خدمات سے گراں بار ہیں اور مدرسہ شمس العلوم کی خود انہوں نے بنیاد ڈالی تھی"۔[9]

ڈاکٹر شمس بدایونی آپ کی ملی خدمات کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں کہ آپ نے ملکی، ملی اور سیاسی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔ جن میں مجلس خدام کعبہ (۱۹۱۲ء)، خلافت کمیٹی (۱۹۱۹ء)، جمعیت العلماء (۱۹۱۹ء)، تحریک ترک موالات (۱۹۲۰ء)، تحریک تبلیغ (۱۹۲۲ء)، تحریک تنظیم (۱۹۲۴ء)، مسلم کانفرنس (۱۹۲۹ء) ان تمام تحاریک میں ایک فعال کارکن، خصوصی مشیر، مخلص کارگزار اور مبلغ وواعظ کے طور پر شریک رہے۔ کافی عرصہ صوبہ خلافت کمیٹی کے صدر بھی رہے۔ انڈین نیشنل کانگریس کے ممبر بھی رہے۔[10]

آپ کے حکیم اجمل خان، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، پنڈت موتی لال نہرو اور مہاتما گاندھی سے خصوصی تعلقات تھے۔[11]

ڈاکٹر محمد ایوب قادری آپ کی خدمات کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں کہ آپ نہایت ذہین اور بے مثل مقرر تھے۔ آپ نے تحریک خدام کعبہ، خلافت کمیٹی، مسلم کانفرنس اور جمعۃ العلماء سب میں حصہ لیا۔ آپ علی برادران کے دست راست تھے۔ آپ

نے پورے ملک کا سفر کیا اور ملک میں سیاسی بیداری پیدا کی۔ برصغیر کی سیاست میں آپ کا نمایاں حصہ ہے۔ آپ نے شدھی اور سنگھٹن کے زمانے میں آگرہ اور بھرت پور کے علاقے میں ایک جماعت بھیجی۔ آپ کے متوسلین نے آگرہ میں ڈیرہ جما لیے اور ایک رسالہ بھی نکالا۔[12]

مولانا عبد الماجد دریا آبادی آپ کی جہد مسلسل اور متحرک شب و روز کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ جس تحریک میں بھی شریک ہوئے پوری مستعدی اور سرگرمی سے شریک ہوئے۔ جس کام کو ہاتھ لگایا۔ اس میں جان ڈال دی۔ ایک جگہ تو بیٹھنا جانتے ہی نہ تھے۔ تیز بخار چڑھا ہوا ہے۔ اور حجاز کانفرنس کے اہتمام میں مصروف ہیں۔ شانہ میں سوزش اور ہاتھ جھولے میں پڑا ہو لیکن یہ کیسے ممکن کہ مجلس تنظیم کی مجلس عاملہ میں شریک نہ ہوں۔ والدہ ماجدہ نزع میں ہیں اور آپ کانپور میں تقریر کر رہے ہیں بہو کی آخری سانسوں کی یا اطلاع آرہی ہے اور آپ دہلی کی جامع مسجد میں محو واعظ ہیں۔ کل لکھنؤ تھے آج کلکتہ پہنچ گئے۔ عید کا چاند لاہور میں دیکھا نماز آکر میرٹھ میں پڑھی۔ صبح پٹنہ میں تھے شام کو معلوم ہوا دکن کے راستہ میں ہیں۔ عجیب و غریب مستعدی تھی اور عجیب ترہمت و دوانگی۔[13]

علامہ عبد الصمد مقتدری آپ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ وہ آپ کے ساتھ گزرے ایام کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ کی ذات گرامی ملت اسلامیہ کی کشتی کو طوفان کی تند و تیز لہروں سے بچانے میں مصروف عمل تھی۔ کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرا جن میں ملکی مفاد آپ کے پیش نظر نہ ہو یا آزادی وطن آپ کا مطمع نظر نہ ہو۔ مزید لکھتے ہیں کہ میں مولانا حسرت موہانی، مولانا مظہر الدین، مولانا عبد الکافی جمعیت علماء ہند و دیگر احباب کانپور کے اصرار سے تحریک احرار کے متعلق مشاورت کے لئے آپ کو کانپور پہنچانے کی غرض سے لکھنو پہنچا۔ مسئلہ کشمیر اور تحریک احرار کے متعلق گفتگو ہوئی تو آپ نے کہا میں آپ کے خیال سے مسئلہ کشمیر اور تحریر احرار کے ساتھ متفق نہیں ہوں۔ اس سے عام طور پر لوگ متاثر ہیں بلکہ میں تو تحریک احرار کو مکمل اور آل انڈیا بنانا چاہتا ہوں کیونکہ اس موجودہ ہنگامے میں حکومت فائدہ اٹھانے کی متمنی ہے۔[14]

تحریک خلافت:

جب تحریک خلافت شروع ہوئی تو مولانا عبد الباری فرنگی محلی نے لکھنو سے مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کو علامہ عبد المقتدر قادری کے پاس بدایوں بھیجا۔ علامہ عبد المقتدر قادری نے علامہ عبد الماجد بدایونی اور علامہ عبد الحامد بدایونی کو حکم دیا کہ

انگریز حکومت کے خاتمے کے لئے علی برادران اور ان کے جملہ ساتھیوں کے ساتھ مل کر کام کریں۔ اپنے شیخ کے حکم پر علامہ عبدالماجد بدایونی نے ہندوستان کے کونے کونے میں تحریک خلافت کا پیغام پہنچایا۔[15]

تحریک خلافت میں آپ کی کارگزاری کے حوالے سے مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں۔ آپ تحریک خلافت کے کم از کم اپنے صوبے میں سب سے زیادہ پرجوش مبلغ اور علمبردار تھے۔ صوبہ خلافت کمیٹی کے صدر بھی رہے۔ جمعیت علماء کے اجلاس اجمیر مارچ ۱۹۲۳ء میں جو ہنگامہ خیز تقریر کی تھی۔ اس کی گونج اب تک کانوں میں سمائی ہوئی ہے۔ کانگریس نے بھی ایک زمانہ ہاتھوں ہاتھ لیا تھا۔ اس کی مرکزی کمیٹی کے ممبر تو بہر حال تھے اس کی مجلس عاملہ کے رکن بھی تھے۔ اور تحریک تنظیم ۱۹۲۴ء، ۱۹۲۵ء والی تو جب تک زندہ رہی بڑی حد تک آپ کے دم سے ہی جیتی رہی۔[16]

ڈاکٹر شمس بدایونی آپ کی تحریک خلافت کے حوالے سے خدمات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جب مجلس خلافت کا نظام پوری قوت کے ساتھ پورے ہندوستان میں قائم ہو گیا تو مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، علامہ عبدالماجد بدایونی، نواب محمد اسماعیل خاں اور مجلس خلافت نے فیصلہ کیا کہ مجلس خلافت کی طرف سے تمام علماء کو اور خاص طور پر علماء دیوبند کو تحریک میں شامل ہونے کی دعوت دی جائے۔ ایک وفد علامہ عبدالماجد بدایونی کی زیر صدارت ترتیب دیا گیا جو دارالعلوم دیوبند جاکر وہاں کے علماء کو شرکت کی دعوت دے۔ چنانچہ علامہ عبدالماجد بدایونی، نواب محمد اسماعیل خاں اور سید محمد حسین بیرسٹر (سیکرٹری صوبائی خلافت کمیٹی) پر مشتمل وفد دارالعلوم دیوبند پہنچا۔ جہاں پر مولانا محمد احمد مہتمم دارالعلوم دیوبند سے ملاقات کی۔ علامہ عبدالماجد بدایونی نے دارالعلوم کی عمارت میں علماء اور طلبہ کی موجودگی میں ایک تاریخی خطبہ دیا جس میں آپ نے اس بات پر زور دیا کہ یہ وقت کا سب سے بڑا تقاضا ہے کہ علماء دیوبند تحریک خلافت میں شامل ہوں اور متحد ہو کر تمام علماء کام کریں۔ ارکان وفد نے بھی تقاریر کیں، مفصل مذاکرات ہوئے مگر مولانا محمد احمد تیار نہ ہوئے۔[17]

مولانا ابوالکلام آزاد، علامہ عبدالماجد بدایونی، خواجہ حسن نظامی، مبشر حسین قدوائی، ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور عبدالمجید سالک نے تحریک خلافت میں سرگرم حصہ لیتے رہے۔ انہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے بھی اپنی جدوجہد کو مزید موثر بنایا۔ مرکزی مجلس خلافت، ۱۲ مئی ۱۹۲۰ء کو بمبئی کی نشست پر عدم تعاون کے پروگرام کو باضابطہ منظور کیا۔ جس کی توثیق یکم جون ۱۹۲۰ء کو الہ آباد

خلافت کانفرنس میں کی گئی۔ اس دوران بہار کے ممتاز سیاسی راہنماؤں اور علماء کا ایک جلسہ پھلواری میں ہوا۔ جس میں مولوی مظہر الحق، مولانا آزاد سبحانی اور علامہ عبد الماجد بدایونی کے مشورہ سے تحریک کو زور شور سے جاری رکھنے کا فیصلہ ہوا۔[18]

علامہ عبد الماجد بدایونی کثیر اجلاسوں اور کانفرنسوں کی صدارت کی۔ مولانا عبد الباری فرنگی محلی، مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا محمد علی جوہر و دیگر کی موجودی میں کسی اجلاس یا کانفرنس کی صدارت آپ کی قائدانہ صلاحیت کو مزید اجاگر کرتی ہے۔ علامہ عبد الماجد بدایونی کی صدارت میں ہونے والی کانفرنس اور اجلاس ہوئے درج ذیل ہیں۔

(1) خلافت کانفرنس ناگپور(۱۹۲۰ء)

(2) خلافت کانفرنس بمبئی(۱۹۲۱ء)

(3) خلافت کانفرنس کلکتہ

(4) بہار ڈویژنل خلافت کانفرنس پٹنہ(۱۳۳۹ھ)

(5) خلافت کانفرنس ضلع بیلگام کرناٹک(۱۳۳۹ھ)

(6) اجلاس خلافت کمیٹی بسلسلہ افتتاح شعبہ تبلیغ میرٹھ(۱۳۳۸ھ)[19]

جمعیت علماء ہند:

جمعیت علماء ہند کا قیام نومبر ۱۹۱۹ء میں عمل لایا گیا۔ علامہ عبد الماجد بدایونی جمعیت علماء ہند کے بانیوں میں سے ہیں۔ فرنگی محل لکھنو میں علماء ہند کی ایک مجلس شوریٰ قائم ہوئی۔ علماء کو منظم کرنے اور مفاد ملت اسلامیہ کے تحفظ کے لئے جمعیت علماء کے قیام کا اعلان ہو۔ صوبہ میں جمعیت کے اغراض و مقاصد کی نشر و اشاعت کا انتظام علامہ عبد الماجد بدایونی کے ہاتھ میں تھا۔ آپ نے کانپور میں شبانہ روز روز بلا آرام کام کیا اور مقامی مخالف و موافق فضا کو بھی ہموار کیا۔ بعد میں جمعیت نے شخصی عداوتوں، دیرینہ خود غرضیوں کو فرقہ بندی کی ہواؤں میں نشو و نمادی اور عہدوں کی ہوس میں ملکی و ملی مفاد کو برباد کیا اور وہ ضابطے واصول جو مولانا محمد علی جوہر کی صدارت میں کانپور کے سالانہ جلسے میں طے ہوئے تھے۔ ان پر اعتراض کیا گیا۔ ان تمام وجوہات کی بنیاد پر علامہ عبد الماجد بدایونی اور آپ کے ہم خیال العلماء نے جمعیت علماء سے استعفیٰ دے کر علیحدگی اختیار کی۔[20]

جمعیت العلماء کانپور:

آپ نے جمعیت العلماء ہند سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد دوسری جمعیت علماء ہند کی تشکیل شروع کر دی۔ علی برادران، مولانا حسرت موہانی، علامہ عبدالقدیر بدایونی اور علامہ عبدالماجد بدایونی جیسے راہنما جمعیت العلماء ہند سے دور ہو گئے اور جمعیت العلماء ہند کانپور مدمقابل رونما ہوئی۔ علامہ عبدالقدیر بدایونی جو جمعیت العلماء ہند کانپور کے صوبائی صدر تھے۔ علامہ عبدالماجد بدایونی، مولانا نثار احمد کانپوری اور مولانا شاہ فاخر کے بعد علامہ عبدالقدیر بدایونی، جمعیت العلماء ہند کانپور کے صدر تجویز ہوئے۔[21]

تبلیغ و تنظیم:

۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۲ء کا زمانہ ہندو مسلم اتحاد کا زمانہ تھا۔ آپ نے انڈین نیشنل کانگریس کے بھی ویسے ہی قائد تھے جیسے مسلم مجالس کے۔ ایک طرف تو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں سنگینوں کے پہروں میں طلبہ کو ترک موالات کا درس دیتے دوسری طرف ہندو یونیورسٹی بنارس میں اپنی تقریر سے روح آزادی پیدا کر دیتے تھے۔ اس اتحادی فضا کو لالہ جیت رائے اور سوامی شردھانند کی سنگھٹن اور شدھی کی تحریکات نے برباد کر دیا۔ اس کے جواب میں تبلیغ و تنظیم کی جماعتیں قائم کی گئی۔ تنظیم کی عنان نظامت ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے ہاتھ میں لی۔ پنجاب میں عملی کامیابی کا فقدان دیکھ کر اترپردیش سے کام کا آغاز کیا۔ علامہ عبدالماجد بدایونی نے پورے صوبے میں اس تحریک کو کامیاب بنایا۔ دوسری تحریک الہ آباد سید محمد حسین بیرسٹر نے شروع کی لیکن اس کو بھی آپ ہی نے آگے بڑھایا۔[22]

تبلیغی کانفرنس:

علامہ عبدالماجد بدایونی نے مہاتما گاندھی سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد بدایوں میں تبلیغ کانفرنس بلائی۔ اس کی صدارت کلکتہ سے سر عبدالرحیم نے کی۔ جب شدھی اور سنگھٹن نے زور پکڑا۔ چوہدری بدن سنگھ اور بابو دھرم پال نے شدھی اور سنگھٹن کا کام اپنے ہاتھ لے لیا۔ اس وقت علامہ عبدالماجد بدایونی اور مولوی ادریس خاں نے اپنی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ علامہ عبدالماجد بدایونی نے مسلمانوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے متھرا، آگرہ، بدایوں اور دیگر بلاد ہند میں تبلیغی اجتماعات منعقد کیے۔[23]

خدام کعبہ:

مولانا عبد الباری فرنگی محلی نے جب مجلس خدام کعبہ قائم کی تو تعاون و ہمدردی کے لئے علامہ عبد المقتدر قادری کے پاس بدایوں پہنچے۔ علامہ عبد المقتدر قادری نے علامہ عبد الماجد بدایونی کو خدام کعبہ کے لئے مامور کیا۔[24]

علامہ عبد الماجد بدایونی خدام کعبہ کے علمبر دار کی حیثیت سے پورے ہند پر چھا گئے۔ مجلس خدام کعبہ جنگ بلقان کے بعد مجلس خلافت میں بدل گئی۔[25]

وفد حجاز:

جب مجلس خلافت نے شریف حسین اور ابن سعود کے تنازعہ کا جائزہ لینے اور ان کے درمیان تصفیہ کا ماحول پیدا کرنے کے لئے ایک وفد بھیجا۔ جسم میں علامہ عبد الماجد بدایونی ایک رکن کی حیثیت سے شریک ہوئے۔[26]

خطاب آل انڈیا نیشنل کانگریس اجلاس منعقدہ احمد آباد ۱۹۲۱ء:

علامہ عبد الماجد بدایونی احمد آباد میں کانگریس کے جلسہ میں جو خطاب کیا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

جناب صدور معزز حاضرین! اس وقت آپ حضرات کے سامنے اس تجویز کے متعلق جو آپ کے سامنے رکھی گئی ہے میں چند باتیں عرض کرنے کے لیے آیا ہوں کہ اس تجویز کی تائید کے لئے تکبیریں پکارنے والی اور بندے ماترم کا شور مچانے والی زبانوں کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ یہ تجویز جس چیز کے ساتھ پاس کی جائے وہ روحوں کے تڑپتے ہوئے جذبات ہیں۔ دلوں کے صدمات پائے ہوئے وہ ٹکڑے ہیں جو مظالم خلافت اور مصائب پنجاب کی راہ میں محسوس کیے گئے۔ اس کے لئے مضبوط عہد، مستقل ہمت اور نہ بدلنے والے ارادوں کی ضرورت ہے۔ آج کا دن اعلان جنگ کا ضرور ہے لیکن اعلان آزادی کا نہیں ہے۔ تمہاری جنگ جابر اور ظالم قوت سے ہے۔ وہ دن خدا جلد لائے گا کہ ہم اعلان آزادی کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کی ایک امانت آپ تک پہنچادوں، میرے لیے مقام حسرت تھا کہ اس امانت کا امانتدار مجھے منتخب کیا گیا۔ وہ امانت یہ ہے کہ قدم آگے بڑھیں پیچھے نہ ہٹنے پائیں۔ آپ کی کامیابی کا راز غیر متشدد ہو کر کامیاب ہونا ہو گا۔ آپ کو اس حد تک غیر متشدد ہونا پڑے گا۔ جب تک خود کشی کا الزام آپ پر لازم

نہ آئے جس نے آلات حرب والوں کے مقابلہ میں خالی ہاتھ نہ اٹھایا اگر ہاتھ اٹھا بھی تو تشدد کے سامنے اپنی سچائی کے لئے۔ خدا پر بھروسہ کرنے والی قوم اگرچہ بے بس ہے۔ جلیانوالہ باغ میں اس کا خون مٹی میں ملا دیا گیا۔ ہمیں خدا پر بھروسہ ہے مجھے دشمن کا غرور خاک میں ملتا نظر آتا ہے۔[27]

سوراج اور خلافت:

علامہ عبدالماجد بدایونی کے ۱۹۲۱ء میں سوراج اور خلافت کے حوالہ سے خطاب کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

دوستو! آج ہم ہندوستان میں ترکی بھائیوں کے لئے غمگین ہیں خلافت کے زوال پر نالاں ہیں۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ ہمارا یہ نالہ فریاد ان کو کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ کیا ہم فقط کانفرنس کر کے اس فرض سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ جو ہم پر خلافت کی تباہی اور جزیرہ عرب کی خوانخواستہ بربادی کے وقت عائد ہو رہا ہے۔ یہ نیک جذبات کے ساتھ خاموش اور مطمئن طریقہ سے کام کرنے کا وقت ہے۔ ہم حکومت سے ترک تعلقات کر کے اعلان آزادی کر دینا چاہیے۔ آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہونا چاہیے خلافت کی ہر خدمت سرانجام دینے کے لیے عہد اور بیعت دے۔ جب تم اللہ کے لیے اٹھو گے تو ہزاروں ٹھوکریں لگیں گی۔ تم قید بھی کیے جاؤ گے ممکن ہے بعض کو تختہ دار پر بھی لٹکایا جائے۔ جائیدادیں بھی ضبط ہوں گی۔ شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ حصول آزادی کی کوشش کو خلافت سے کیا واسطہ؟ خدمت خلافت کا انحصار حصول آزادی پر ہے۔ جب تک ہم خود آزاد نہیں ہوں گے دوسرے بھائیوں کو آزادی نہیں دلوا سکتے۔ اگر مسلمان ہندوستان میں ذلیل ہوئے تو کیا ہندو بچ جائیں گے۔ سیاسی مصلحت ہی ہے کہ ہندو کو مسئلہ خلافت میں اتنا ہی حصہ لینا چاہیے جتنا مسلمان لے رہے ہیں۔ دوستو میں جنوبی ہند کرناٹک کے ہندوؤں میں مسئلہ خلافت کے ساتھ اچھی اور علمی دلچسپی دیکھ کر بہت خوش ہوں۔ اسے ملک کی آزادی کے لئے نیک فال سمجھتا ہوں۔ خدا سے یہی دعا ہے کہ ہماری اور تمہاری ی دعا پوری ہو۔[28]

رولٹ بل:

علامہ عبدالماجد بدایونی "رولٹ بل" کے حوالے سے جو اظہار خیال کیا اس خلاصہ درج ذیل ہے۔

دوستو! یہ وہ خونی داستان ہے جسے لکھتے وقت ہر حساس انسان کا دل کانپ جاتا ہے۔ یہ وہ جابرانہ قانون ہے۔ جس کے متعلق وزیر ہند کو سات سمندر پار بیٹھ کر یہ کہنا پڑا کہ ہندوستان میں چاروں طرف سے اس کی مخالفت ہوئی ہے۔ یہ ہمیں دھوکہ دیتے ہیں۔ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ یہ قانون ہندوؤں کے لئے ہے جبکہ ہندوؤں کو کہتے ہیں کہ یہ قانون مسلمانوں کے لئے ہے۔ اس بل کے نتیجے

میں پیدا ہونی والی صورتحال، رولٹ بل کی آئینی مخالفت کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ اجتماعی صورت میں وحشیانہ مظالم ڈھائے گئے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

1. دہلی کے معزز اشخاص کو اسپیشل کانسٹیبل بنا کر ان کی توہین کرنا۔
2. نہتے مجمع پر فائر کھولنا۔
3. امن پسند رعایا کو حربی حربوں سے مقابلے کی دھمکی۔
4. ڈاکٹر سیتا پال اور ڈاکٹر سیف الدین کچلو کی گرفتاری۔
5. امرت سر کے جلیانوالہ باغ میں جنرل ڈائر کا گولیاں چلا کر خود اس کے بیان کے مطابق پانچ سو افراد کو ہلاک کرنا اور پندرہ سو افراد کا زخمی ہونا۔ باوجود اس کے کہ مجمع نہتا تھا۔ زخمیوں کو طبی امداد بھی نہ دینے دینا۔
6. مارشل لاء کے اعلان سے پہلے اس پر عمل درآمد۔
7. سناتن دھرم کالج کے پانچ سو طلبہ کو گرفتار کر کے تین میل تک دھوپ میں دوڑانا۔
8. غرباء کے لئے قائم لنگر خانوں کو بند کرنا۔
9. لاہور کی بادشاہی مسجد میں گوروں کا توہین آمیز کام کرنا اور مسجد کو بند کروانا، بازاری عورتوں کے سامنے شرفاء کو مارنا، تمام آبادی کے سرداروں کو ننگا کرنا، پولیس کی مرتبہ فہرست پر بلا تحقیق گرفتاریاں اور گرفتار شدہ اشخاص کو ہتھکڑیاں، بیڑیاں پہنا کر دو میل تک بازاروں میں پھرانا وغیرہ۔

یہ مختصر اشارے ان واقعات کے ہیں جو رولٹ بل کی منحوس تجویز کے بعد رونما ہوئے۔ اپنے ضمیر سے پوچھیے یہ افعال کیسے ہیں۔ ذمہ داران مملکت مثلاً وائسرائے ہند تدبر کریں اور انصاف سے بتائیں کہ انہوں نے کیا کیا اور کہاں تک ملکی سیاست کے منصفانہ اصول کو بلا تفریق رنگ و قومیت برتا۔[29]

تحریک ترک موالات:

تحریک ترک موالات میں آپ کی خدمات نمایاں ہیں۔ کلکتہ کے اسپیشل اجلاس کانگریس و خلافت میں ترک موالات کو کامیاب بنانے کے لئے آپ نے جو کیا اور جس وقت کیا جب ترک موالات کے تصور سے ہی دل و دماغ لرزتے تھے۔ آپ نے خلافت

کانفرنس کے اسٹیج سے بحیثیت صدر ترک موالات کو مذہبی، قومی، ملی فرض بنا کر قوم وملت کو عمل پیرا ہونے کی دعوت دی۔ جذبہ حریت صرف قول تک محدود نہ رہا بلکہ مردانہ وار میدان میں اترے اور سرزمین ہند کے گوشے گوشے میں پہنچے۔[30]

مسلم کانفرنس:

خلافت کانفرنس کے انحطاط کے بعد یکم جنوری ۱۹۲۹ء کو دہلی میں تمام مسلم جماعتوں کے نمائندے شریک ہوئے اور سر آغا خان کی قیادت میں مسلم بورڈ کا مشترکہ جلسہ قائم ہوا۔ جس میں متحدہ طور پر چودہ مسلم مطالبات انڈین نیشنل کانگریس کے ساتھ بطور تصفیہ حقوق منظور کیے گئے اور مسلم کانفرنس کی بنیاد ڈالی گئی۔ علامہ عبدالماجد بدایونی شروع سے لے کر آخر تک ان مطالبات کے مؤید اور مسلم کانفرنس کے سرگرم کارکن رہے۔ آپ کی زندگی کی آخری ساعتیں اسی مسلم جماعت کی مجلس عاملہ کے انعقاد اور بحث تلخیص و ترتیب دستور العمل میں صرف ہوئیں۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۰ء کو مجلس عاملہ کا جلسہ سلیم پور ہاؤس لکھنؤ میں شب کو ساڑھے نو بجے تک ہوتا رہا۔ بعد از ختم جلسہ لکھنؤ صدر بازار میں دوسری جگہ گئے۔[31]

علامہ عبدالماجد بدایونی کی ملی و تحریکی زندگی اور مذہبی و قومی جدوجہد کا اندازہ ان مناصب وعہدہ جات سے لگایا جا سکتا ہے جن پر آپ مختلف اوقات میں فائز رہے۔ آپ کی وسیع تر خدمات اور قائدانہ صلاحیتوں کو سمجھنے کے لئے ذیل میں ان مناصب وعہدہ جات کا سرسری خاکہ درج ذیل ہے۔

(1) مہتمم مدرسہ شمس العلوم بدایوں

(2) مدیر ماہنامہ شمس العلوم بدایوں

(3) ناظم جمعیت علماء ہند صوبہ متحدہ

(4) رکن مرکزی مجلس خلافت

(5) صدر مجلس خلافت صوبہ متحدہ

(6) صدر خلافت تحقیقاتی کمیشن

(7) رکن وفد خلافت برائے حجاز

(8) رکن مجلس عاملہ مسلم کانفرنس

(9) رکن انجمن خدام کعبہ

(10) رکن انڈین نیشنل کانگریس

(11) رکن جمعیت تبلیغ الاسلام صوبہ آگرہ واودھ

(12) بانی رکن مجلس تنظیم

(13) بانی رکن جمعیت علماء ہند کانپور

(14) بانی و مہتمم مطبع قادری بدایوں

(15) بانی و سرپرست عثمانی پریس بدایوں

(16) بانی دار التصنیف بدایوں[32]

مکتوب علامہ عبد الماجد بدایونی بنام شاہ حسین میاں پھلواری:

علامہ عبد الماجد بدایونی اپنے مکتوب میں اتحاد و ملت و اصلاح جمعیت کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ خلاصہ درج ذیل ہے۔

سلام و رحمت: حیاک اللہ، مہربانی کی، مجھے صلح و اتفاق کی دلی رغبت اصلاحنامہ مطبوعہ حاضر ہے۔ اخبارات میں شائع ہوا تھا۔ کاش توجہ ہو چکی ہوتی تو اب تک صلح و اجتماع کب کا ہو چکا ہوتا۔ پھر بھی دروازہ بند نہیں اور ہماری طرف سے اعتراض نہ ہو۔ باقی رہا امر کہ شرائط قابل اخذ و لائق ترک جس کی ہو سکتی ہیں۔ صلح نامہ مجلس عاملہ کا منظور کردہ ہے۔ نا قابل ترمیم بتایا گیا ہے۔ اس معاملے میں مولانا قطب میاں یقین ہے کہ ہمیشہ ساتھ دیں گے۔ آپ کے پاس جو جدید و قومی ذریعہ مصالحت کا ہو اس کو متحرک کیجئے۔ باوقار صلح سے گریز نہیں ہونا چاہیے۔ اب تو دل سرد ہو رہا ہے۔ یگانے، بیگانے، سب وقتی قومی، مسلسل عمل اور انہماک کے ساتھ کام کرنے والے ناپید ہو رہے ہیں۔ اللہ ہم پر رحم کرے۔ مجھے خط اس پتہ پر بھیج دیجئے گا ملتا رہے گا۔ مدرسہ شمس العلوم معرفت منشی معشوق علی خاں بدایوں میں دو ماہ قبل ایک تحریر و مضمون شائع کر چکا ہوں کہ سب مسلم جمعیتیں و جماعتیں ملا دی جائے۔ خدا آپ کے ذریعے سے اس کام کو مکمل کرا دے۔ اہل جمعیت دہلی کی نیت بخیر نہیں، شاید آپ درست کر لیں۔ فقط[33]

خلاصہ کلام:

علامہ عبد الماجد بدایونی (۱۸۸۴۔ ۱۹۳۱ء) بہت بڑے عالم، مدبر، مقرر اور زیرک سیاستدان تھے۔ آپ نے دینی، ملکی، ملی اور سیاسی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا جن میں مجلس خدام کعبہ (۱۹۱۲ء)، خلافت کمیٹی (۱۹۱۹ء)، جمعیت العلماء (۱۹۱۹ء)، تحریک ترک موالات (۱۹۲۰ء)، تحریک تبلیغ (۱۹۲۲ء)، تحریک تنظیم (۱۹۲۴ء) اور مسلم کانفرنس (۱۹۲۹ء) شامل ہیں۔ آپ علی برادران کے دست راست تھے۔ آپ نے اپنی تمام تر صلاحیتیں اپنی ملت اور دین کے لیے وقف کر رکھی تھیں۔ برصغیر کی سیاست میں آپ کا نمایاں حصہ ہے۔ آپ کی دینی اور ملی خدمات آج بھی نمایاں ہیں۔

حوالہ جات

1۔ "خانوادہ عثمانیہ تعارف و خدمات" مولانا دلشاد احمد قادری، ماہنامہ جام نور، عالم ربانی نمبر، ص ۲۷، ج ۱۱، شمارہ ۱۳۲، اپریل ۲۰۱۴ء، مٹیا محل جامع مسجد دہلی

2۔ قادری، اسید الحق، علامہ، تذکرہ ماجد، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۰۸ء، ص ۱۶

3۔ قادری، محمد تنویر خاں، مشاہیر بدایوں، بزم قرطاس و قلم بدایوں، ۲۰۱۳ء، ص ۱۰۷

4۔ ایضاً، ص ۱۰۸

5۔ قادری، محمود احمد، مولانا، تذکرہ علماء اہل سنت، سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد، س ن، ص ۱۴۶

6۔ قادری، اسید الحق، مولانا، تذکرہ ماجد، ص ۷۹

7۔ ایضاً، ص ۷۵

8۔ "شذرات"، سید سلیمان ندوی، معارف اعظم گڑھ، ج ۲۹، جنوری ۱۹۳۲ء تا جون ۱۹۳۲ء، ص ۲

9۔ "شذرات"، سید سلیمان ندوی، معارف اعظم گڑھ، ج ۲۹، جنوری ۱۹۳۲ء تا جون ۱۹۳۲ء، ص ۳

10۔ "مولانا عبد الماجد بدایونی"، ڈاکٹر شمس بدایونی، معارف اعظم گڑھ، ج ۱۸۰، ش ۴، اکتوبر ۲۰۰۷ء، ص ۲۹۳

11۔ مجیدی، عبد العلیم قادری، مولانا، تذکرہ خانوادہ قادریہ، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۱۲ء، ص ۱۰۲

12۔ "عہد برطانیہ میں علماء بدایوں کے سیاسی رجحانات"، ڈاکٹر محمد ایوب قادری، مجلہ بدایوں کراچی، ج۳، ش۱۲، جنوری ۱۹۹۴ء، ص۱۵
13۔ "ہم نام نامور"، مولانا عبدالماجد دریا آبادی، مجلہ بدایوں کراچی، ج۴، ش۱۳ اپریل ۱۹۹۴ء، ص۲۷
14۔ "آہ، میرے مربی و سرپرست: ماجد میاں"، مولانا عبدالصمد مقتدری، مجلہ بدایوں کراچی، ج۴، ش۱۳ اپریل ۱۹۹۴ء، ص۳۳
15۔ قادری، عبدالحکیم شرف، مولانا، تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان، مکتبہ قادریہ لاہور، س ن، ص۲۰۳
16۔ "ہم نام نامور"، مولانا عبدالماجد دریا آبادی، مجلہ بدایوں کراچی، ج۴، ش۳، اپریل ۱۹۹۴، ص۲۸
17۔ "مولانا عبدالماجد بدایونی"، ڈاکٹر شمس بدایونی، معارف، اعظم گڑھ، ج۱۸۰، ش۴، اکتوبر ۲۰۰۷ء، ص۲۹۰
18۔ "راہنمائے قوم و ملت، مولانا عبدالماجد بدایونی"، محمد تنویر خاں قادری، مجلہ بدایوں کراچی، جنوری تا جولائی ۲۰۱۰ء، ص ۱۰۶
19۔ قادری، محمد تنویر خاں، مشاہیر بدایوں، ص۱۱۳
20۔ "مولانا عبدالماجد بدایونی کی سیاسی زندگی"، مولانا یعقوب حسین ضیاء القادری، مجلہ بدایوں کراچی، ج۴، ش۳، اپریل ۱۹۹۴ء، ص۱۶
21۔ قادری، اسید الحق، علامہ، تذکرہ ماجد، ص۲۴
22۔ "مولانا عبدالماجد بدایونی کی سیاسی زندگی"، مولانا یعقوب حسین ضیاء القادری، مجلہ بدایوں کراچی، ج۴، ش۳، اپریل ۱۹۹۴ء، ص۱۷
23۔ قادری، اسید الحق قادری، علامہ، تذکرہ ماجد، ص۷۰
24۔ مجیدی، عبدالعلیم قادری، مولانا، تذکرہ خانوادہ قادریہ، ص۶۹
25۔ قادری، اسید الحق قادری، علامہ، تذکرہ ماجد، ص۶۸
26۔ بدایونی، عبدالماجد، علامہ، فلاح دارین، مشمولہ مولانا عبدالماجد بدایونی شخصیت اور خدمات، از قلم علامہ اسید الحق قادری، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۰۸ء، ص۱۲
27۔ جعفری، رئیس احمد، سید، اوراق گم گشتہ، محمد علی اکیڈمی لاہور، ۱۹۶۸ء، ص۱۲۷
28۔ ایضاً، ص۱۸۷

29۔ ایضاً، ص ۱۹۰

30۔ "آہ ، میرے مربی و سرپرست :ماجد میاں"، مولانا عبدالصمد مقتدری، مجلہ بدایوں کراچی، ج ۴، ص ۱۳ اپریل ۱۹۹۴ء، ص ۳۴

31۔ قادری، اسید الحق، علامہ، تذکرہ ماجد، ص ۷۱

32۔ بدایونی، عبدالماجد، علامہ، فلاح دارین، مولانا عبدالماجد بدایونی، شخصیت اور خدمات از قلم علامہ اسید الحق قادری، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۰۸ء، ص ۱۹

33۔ "مکتوب علامہ عبدالماجد بدایونی"، نقوش لاہور، مکاتیب نمبر، ج ۲، ش ۵۶۔۶۶، نومبر ۱۹۵۷ء، ص ۸۳۹

English References:

(i) Maurif Azam Garh, January to June 1932

(ii) Maurif Azam Garh, October 2007

(iii) Majeedi, Abdul Aleem Qadri, Moulana, Tazkara-e-Khanwada-e-Qadria, Taj-ul-Fahool Academy, Badayun, 2012

(iv) Mujalla Badayun, Karachi, January 1994

(v) Mujalla Badayun, Karachi, April 1994

(vi) Qadri, Abdul Hakeem Sharaf, Moulana, Tazkara-e-Akabir Ahle Sunnat, Maktaba Qadria Lahore

(vii) Mujalla Badayun, Karachi, January to July 2010

(viii) Qadri, Muhammad Tanveer Khan, Mashaheer-e-Badayun, Bazam Qirtas-o-Qalam, Badayun, 2013.

(ix) Qadri, Usaid-ul-Haq, Allama, Tazkara-e-Majid, Taj-ul-Fahool Academy, Badayun, 2008.

(x) Jafri, Raees Ahmad, Syed, Ouraq-e-Gum Gushta, Muhammad Ali Academy Lahore, 1968.

(xi) Mahnama Naqoosh Lahore, Makateeb Number, 1957.